

لیں صرف دو دن نہیں بیچتا!

لیں کو بالکل نہیں جانتا تھا۔ دو دن پہلے دفتر میں میرے سامنے بیٹھا ہوا سادہ سا انسان انتہائی پُر اعتماد لجھ سے معاشیات اور سماجی رجہانات پر بتیں کرتا جا رہا تھا۔ صاف سترے سے گھرے رنگ کا گر تاشلوار، گلے میں ایک مفلر اور ہاتھ میں چند کاغذوں کا پنڈہ۔

تقریباً ایک سال پہلے لیں نے میرا نمبر کہیں سے تلاش کر کے فون کیا۔ لجھے میں کمال بے تابی تھی۔ تعارف صرف یہ تھا کہ رحیم یارخان سے لیں بول رہا ہوں۔ اقتصادیات کے شعبہ میں تحقیق کرتا ہوں۔ افراط زر پر بہابرس کام کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمارے ملک میں ماہرین میں معاشی معاملات سمجھنے کی صلاحیت بہت کم ہے۔ ٹیلفیون پر لمبی بات نہیں ہو پائی۔ مگر ہر دس پندرہ دن کے بعد فون ضرور آتا تھا۔ تقاضہ صرف ایک کہ ملنا چاہتا ہوں۔ اپنے خیالات دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی جستجو ہے۔ شروع شروع میں گمان ہوا کہ یہ کوئی پیچھری کسی ادارہ میں معاشیات کا استاد ہے، اور اپنی کسی تحقیق کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ پھر ایسا ہونے لگا کہ میں کبھی فون سن لیتا تھا اور کبھی نہیں سنتا تھا۔ واحد وجہ یہ کہ قطعاً اندازہ نہیں تھا کہ سارے معاملے میں اس شخص کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ اس کو تو جانتا تک نہیں۔ پھر ایک دم فون آنے بند ہو گئے۔ تین مہینے کے وقفہ کے بعد پھر فون آیا تو لیں بتانے لگا کہ اسکے والد فوت ہو گئے تھے۔ اس لیے صدمہ کی حالت میں تھا۔ کسی سے بھی رابطہ نہیں تھا۔ افسوس کے بعد پہلی بار پوچھا کہ لیں آپ کیا کرتے ہیں۔ جواب توقع سے زیادہ منفرد اور مختلف تھا۔ دو دھن بیچتا ہوں۔ پہلے چائے کی دکان تھی۔ تھوڑی دیر کیلئے ادراک ہی نہ کر پایا کہ لیں کا جواب کیا ہے۔ مگر اس نے تہذیب یافتہ لجھ میں بتایا کہ پندرہ برس چائے بنانے کا کام کرتا رہا۔ پھر محسوس ہوا کہ اس کام میں سارا دن ضائع ہو جاتا ہے۔ لہذا دکان بند کر کے اب موڑ سائیکل پر دو دھن بیچتا ہوں۔ جواب اس قدر غیر متوقع تھا کہ چند سینڈ سمجھ ہی نہ پایا کہ کیا بات کروں۔ دو دھن بیچنے والا، اقتصادیات جیسا خلک مضمون اور اتنی دلیل والی گفتگو۔ لیں کی عزت ایک دم میرے دل میں بے انتہا بڑھ گئی۔ ایسے لگا کہ وہ سینکڑوں فٹ قدر آرنو جوان ہے۔ دل میں یہ اشتیاق بھی بڑھ گیا کہ لیں سے ضرور ملنا چاہیے۔ ارادہ کیا کہ کسی وقت رحیم یارخان جاؤں اور اس عجیب سے آدمی کی بتیں سنوں۔ مگر شہر لاہور سے نکنا قدرے مشکل رہا۔ کراچی اور اسلام آباد تو آنا جانا رہا مگر رحیم یارخان جانے کا کوئی سبب نہ بن پایا۔ ہاں درمیان میں کئی بار ملتان، اوکاڑہ، حیدر آباد جاتا رہا۔ چند دن پہلے لیں نے فون کر کے بتایا کہ خود لاہور آنا چاہتا ہے۔ ذہن میں صرف ایک بات تھی کہ لیں ایک محنت کش انسان ہے۔ لاہور آنے میں اسکی دہڑی ماری جائیگی۔ مگر لیں بضدرہ۔ خیر دو دن پہلے میرے دفتر میں ایک سال سے متوی ملاقات شروع ہوئی۔

دیکھنے میں وہ انسان بہت ہی سادہ سا گا۔ اسکی بتیں حیرت انگیز حد تک صاف اور اخلاص پر مبنی تھیں۔ شروع میں اس نے افراط زراور ملکی معاشی حالات کے درمیان ربط پر بات کی۔ اخبار کے تراشے، مختلف مضامین اور کالم سامنے رکھتا رہا۔ اسکے بقول ملک میں غربت کی اصل وجہ ایک انسان دشمن معاشی نظام ہے۔ جب گفتگو صرف اور صرف معاشی نظام پر مرکوز ہوئی تو بڑے آرام سے لیں کو بتایا کہ میں اقتصادیات کی موشکانیوں سے بالکل ناواقف ہوں۔ اس شعبہ میں کسی قسم کی واجبی تعلیم بھی نہیں ہے۔ گمان تھا کہ اسکے بعد شائد گفتگو ختم

ہو جائیگی۔ مگر اسکے بعد تمام گفتگو انہتائی دلچسپ ہو گئی۔

لیں کہنے لگا کہ خالص دودھ نہیں بیچتا۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ کوئی بھی گوا لا یا کمپنی اسے خالص دودھ نہیں دیتی۔ جب گاؤں یا کسی مرکز سے دودھ خریدنے جاتا ہے تو اسے بتا دیا جاتا ہے کہ اس دودھ میں فلاں چیز کی ملاوٹ ہے۔ بقول لیں کے جب بیچنے کیلئے دودھ مختلف گھروں یا لوگوں کے پاس جاتا ہے تو انہیں انہتائی سچائی سے مطلع کر دیتا ہے، کہ اس دودھ میں فلاں فلاں چیز کی ملاوٹ ہے۔ مگر اس نے اسکے بعد کوئی ملاوٹ نہیں کی۔ اسکی سچی باتوں سے لوگ کوشش کر کے اس سے دودھ خریدتے ہیں۔ پھر کہنے لگا کہ اسکے علاقہ میں عام بکنے والے دودھ کا نظام اس درجہ ناقص ہے کہ لوگوں کو اندازہ ہی نہیں ہے کہ وہ اور انکے بچے کیا پر رہے ہیں۔ ملاوٹ، دودھ نکالتے ہوئے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ لیں نے کہا کہ بازار میں بکنے والی کوئی بھی کھانے پینے کی چیز خالص نہیں۔ تمام ملاوٹ ذدہ ہیں۔ اگر کوئی خالص چیز بیچنے کی کوشش بھی کرے تو اسے ناکام بنا دیا جاتا ہے۔ خاموشی سے اسکی باتیں سن رہا تھا۔ اصل مسئلہ نظام کی خرابی کا ہے۔ جب تک بہتر نظام نہیں ہوگا، کچھ بھی درست نہیں ہو سکتا۔ لیں کا سیاست سے دور دور کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ گھنٹہ میں ایک بار بھی کسی سیاسی جماعت یا ملیڈر کا ذکر نہیں کیا۔ ایسے لگتا تھا کہ سیاست کو اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ اس پر کسی قسم کی بات کی جائے۔ تھوڑی گفتگو کے بعد لیں نے اپنے پلنڈے میں سے چند کاغذ نکالے اور کہا کہ یہ اسکے اقوال زریں ہیں۔ کاغذ کی پیشانی پر اسکا نام اور موبائل نمبر درج تھا۔ اجازت لیکر صفحات فوٹو کاپی کروائے اور اصل کاغذ اسکو واپس کر دیے۔ کہنے لگا کہ لا ہو منتقل ہونا چاہتا ہے۔ یہاں ایک رکشہ لوزگا۔ صرف اسیے کہ رکشہ کی پشت پر نمایاں طریقے سے اپنے اقوال چھپوا سکوں۔ خواہش ہے کہ اس طرح میرے خیالات عام آدمی تک پہنچ سکیں۔ کچھ عرصے بعد مزید رکشوں پر یہ اقوال لکھواں گا۔ اس طرح پیغام ہر خاص و عام تک پہنچنے میں آسانی ہو جائیگی۔ لیں مسلسل باتیں کرتا رہا۔ کمال سادگی سے اہم نکات پر مدل گفتگو۔ کہنے لگا کہ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے اساتذہ کے پاس جا کر معاشیات پر بحث کرتا ہوں۔ کوئی میری بات سنتا ہے اور کوئی ٹرخادیتا ہے۔ مگر میں قائم ہوں کہ ایک دن ہر شخص میری بات ضرور سنے گا۔

لیں نے چند کاغذ جو میرے حوالے کیے تھے، صبح سے انہیں غور سے پڑھ رہا ہوں۔ ایسا ایسا نازک نکتہ ہے کہ انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چند جملے یا اقوال درج کرتا ہوں۔

- جس ریاست میں تعلیم دینے والے ماہی کاشکار ہوں، وہاں تعلیمی نصاب میں نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

- کوئی ملک غریب نہیں ہوتا۔ بے انصافی ملک کو غریب بناتی ہے۔

- اگر کسی ملک میں سونے کے پہاڑ ہوں اور ساتھ بے انصافی ہو، اس ملک کے اکثر لوگ آسودہ نہیں رہ سکتے۔

- انصاف کے ہوتے ہوئے اور بے انصافی میں اچھے لوگ ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔

- جس ریاست میں انصاف نہ ہو، وہاں لوگوں میں جھوٹ فریب آ جاتا ہے۔ غیرت چلی جاتی ہے۔ وہاں انقلاب نہیں بلکہ عذاب آتے ہیں۔

- لاج، خود غرضی اور معاشی بے اعتمادی نا انصافی کی علامتیں ہیں۔

- جہاں ظالم دلیر ہوں، سمجھ لجئے کہ وہاں عالم بزدل ہیں یا ناسمجھ۔
- انفرادی افلاس کو چھپانا بڑائی اور اجتماعی افلاس کو چھپانا براہی ہے۔
- معاشی علم کے بغیر آدمی سائنسدان تو بن سکتا ہے مگر عالم نہیں۔
- مشتبہ حرام پر دوسرا درجے کے علماء جھگڑتے ہیں کیونکہ انہوں نے قحط نہیں دیکھا ہوتا۔
- اجتماعی جہالت، جنگ سے بھی زیادہ فقصان دہ ہے۔
- جہاں جھوٹ کو پھیلنے سے نہ روکا جائے، وہاں جھوٹ کو گناہ سے زیادہ چالا کی سمجھا جاتا ہے۔
- اگر عقل پہلے اور دولت بعد میں آئے تو دولت نعمت ہے۔ اگر عقل نہ ہو اور دولت پہلے آجائے تو عذاب ہے۔
- مفاد پرست صاحبِ علم اور جاہل میں بہت کم فرق ہوتا ہے۔ جاہل کم علمی کی وجہ سے اور مفاد پرست عالم مفاد کی وجہ سے حقائق تسلیم نہیں کرتا۔

- اکثر لوگوں کے ساتھ جیسا برتاؤ ہوتا ہے، وہ ویسائی برتاؤ دوسروں سے چاہتے ہیں۔
- جس ملک میں انصاف اور قانون کی حکمرانی ہو، نااہل یا جاہل شخص کو حکمرانی دینے پر بھی وہ بڑی غلطیاں نہیں کر سکتا۔
- اچھا نظام مالدار، شریفوں اور محنت کشوں کو اچھی نیند سلاتا ہے اور مجرموں اور ظالموں کی نیندیں حرام کرتا ہے۔
- جو نظام ہیر و اور سائنسدان پیدا نہیں کرتا، وہاں بچے اور نوجوان نقلی ہیر و کی نقل کرتے ہیں۔
- اگر کسی ملک کی عدالتیں انصاف نہ کریں، وہاں سب سے مظلوم قانون کی حفاظت کرنے والے افسران ہوتے ہیں۔
- ایک ملک میں تمام لوگ عبادت گزار ہونے سے بھی، بغیر انصاف کے، نہ اللہ کا عذاب ٹلتا ہے اور نہ ہی ملک بچتا ہے۔
- بے انصاف معاشرے میں رحم دلی کرنے والے اور اچھے لوگ اکثر دھوکے میں رہتے ہیں۔
- کئی گھنٹے گزر چکے ہیں۔ بار بار یہیں کے دیے ہوئے کاغذوں کو پڑھ رہا ہوں۔ اسکی سچائی اور حقیقت پسندی پر غور کر رہا ہوں۔ وہ تو کہہ رہا تھا کہ اسکی تعلیم صرف مُل تک ہے۔ مگر میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ ایک انتہائی سوچنے والا اور عالم انسان ہے۔ دراصل وہ ہمارے جیسے کم علم لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ ہمارا عملی رویہ کیسا ہونا چاہیے۔ معاشرے میں انصاف کی کتنی زیادہ اہمیت ہے۔ یقین نہیں آتا کہ یہیں رحیم یار خان کے ایک گاؤں میں دودھ بیچتا ہے۔ بالکل یقین نہیں آتا۔

راو منظر حیات